کیا یہ حقیقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کہی ہوئی بات، وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے؟
کیا سیدہ مریم صدیقہ سے ابن مریم کے متعلق کہی گئی بات نے پورا نہیں ہونا تھا؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ’’اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی‘‘ (حوالہ یونس۔۶۴)

نہ صرف خود نہیں کرتا بلکہ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ’’اور اللہ کی باتوں کو بدلنے کی طاقت بھی کسی میں نہیں‘‘ (حوالہ الانعام۔۳۴)

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ ’’اللہ تعالیٰ کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا‘‘ (حوالہ الانعام۔۱۱۵، الکہف۔۲۷)۔

’’وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا‘‘ ’’اور اللہ ہی کی بات اونچا (تکمیل پاتی اور غالب) ہوا کرتی ہے‘‘ (حوالہ التوبہ۔۴۰)

اور اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمان ہے

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ

’’بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے‘‘ (حوالہ آلِ عمران۔۵۹)۔

اللہ تعالیٰ نے نفس واحدہ آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور پھر انہی میں سے عورت کو وجود عطا فرمایا۔ پھر رب العزت نے حساب برابر کر دیا:

وَإِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾

’’اور جب فرشتوں نے کہا ’’اے مریم (صدیقہ) اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے

اور تجھے سب جہاں کی عورتوں میں سے منتخب کیا ہے‘‘

سیدہ مریم صدیقہ وہ عظیم المرتبت خاتون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتایا

وَجَعَلْنَٰهَا وَٱبْنَهَآ ءَايَةً لِّلْعَٰلَمِينَ

’’اور ہم نے انہیں اور ان کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنا دیا‘‘ (حوالہ الانبیاء۔۹۱)

وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً

’’اور ہم نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کی ماں کو ایک نشانی بنایا‘‘ (حوالہ المومنون۔۵۰)۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک خاص مقصد کیلئے منتخب فرمایا تھا:

إِذۡ قَالَتِ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرۡيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٖ مِّنۡهُ ٱسۡمُهُ ٱلۡمَسِيحُ
عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ وَجِيهٗا فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ وَمِنَ ٱلۡمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾

’’جب ملائکہ نے کہا’اے مریم (صدیقہ)! بیشک اللہ آپ کو بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے
اپنی اس بات کے ساتھ کہ دنیا اور آخرت میں معزز اور مقربوں میں سے ہوگا،

وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِي ٱلۡمَهۡدِ وَكَهۡلٗا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾

اور لوگوں سے گود میں اور پختہ عمر میں کلام کرے گا اور صالحین میں سے ہوگا‘‘ (آلِ عمران۔۴۵۔۴۶)

قَالَتۡ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٞ وَلَمۡ يَمۡسَسۡنِي بَشَرٞۖ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخۡلُقُ
مَا يَشَآءُۚ إِذَا قَضَىٰٓ أَمۡرٗا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾

’’مریم (صدیقہ) نے کہا’میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جب مجھے کسی بشر نے چھوا ہی نہیں! (ان کے اس استفہام پر) اس نے کہا ’’(تیری بات تیرے علم اور ادراک کے مطابق اپنی جگہ صحیح ہے لیکن بشر کے عدم چھونے پر بھی بیٹا ہونے کا) سبب یہ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے تخلیق کرتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے’’وجود پذیر ہوجا، اور وہ ہوجاتا ہے‘‘ (آلِ عمران۔۴۷)

اللہ کی جانب سے سیدہ مریم صدیقہ کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہوئے ان کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم بتایا گیا۔ اور ملائکہ نے کہا تھا کہ یہ خوشخبری اللہ کی جانب سے’ بِكَلِمَةٍ ‘ ہے۔ حرف ’’ب‘‘ کے معنی ہیں ’’کے ساتھ‘‘ اور لفظ كَلِمَةٍ جو کہ مئونث ہے اس کا مادہ ’’ک ل م‘‘ ہے اس کے معنی ایک بات، ایک جملہ یا ایک قصیدہ، یا ایک خطبہ ہیں۔ قرآنِ مجید میں كَلِمَةٍ کہی ہوئی بات، دیئے ہوئے قول اور زبان، عہد، کیے ہوئے فیصلے کیلیۓ استعمال ہوتا ہے

وَلَوۡلَا كَلِمَةٞ سَبَقَتۡ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ

’’اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا‘‘ (حوالہ یونس ۱۹، ہود ۱۱۰، فصلت۔۴۵)۔

وَلَوۡلَا كَلِمَةٞ سَبَقَتۡ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٖ مُّسَمّٗى لَّقُضِيَ بَيۡنَهُمۡۚ

’’اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک معلوم وقت کی مدت کیلیۓ بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کردیا گیا ہوتا‘‘

وَلَوۡلَا كَلِمَةُ ٱلۡفَصۡلِ لَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡۗ

’’اور اگر فیصلے کی بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کردیا گیا ہوتا‘‘ (حوالہ الشوریٰ۔۱۴ اور ۲۱)

جس كَلِمَةٌ یعنی بات کے متعلق سَبَقَتْ استعمال ہوا جو ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے اور معنیٰ ''پہلے سے طے ہوچکی، پہلے سے ٹھہر چکی'' ہیں وہ اللہ کا أَجَلٍ مُّسَمًّى مقررہ ساعت کا وعدہ ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾

''اور اگر تیرے رب کی جانب سے ایک بات طے نہ ہوچکی ہوتی تو ایسا ضرور ہوجاتا لیکن وقت مقررہ طے کیا جاچکا ہے'' (سورۃ طٰہ۔۱۲۹)

سیدہ مریم کو ''بِكَلِمَةٍ'' دی گئی خوشخبری میں كَلِمَةٍ عیسیٰ علیہ السلام کیلئے استعمال نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ مذکر ہیں جبکہ كَلِمَةٍ مؤنث ہے۔ چند مثالیں اور دیکھ لیتے ہیں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ''اور آپ (ﷺ) کے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہوئی'' (حوالہ الانعام ۔ ۱۱۵) ۔ تَمَّتْ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے اور معنی ہیں ''پوری ہوئی، پوری ہے''۔ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ''اس طرح تیرے رب کی بات سچ (پوری) ثابت ہوگئی ہے'' (حوالہ یونس۔۳۳) حَقَّتْ بھی ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے اور معنی ہیں ''ثابت ہوئی، ٹھیک پڑی''۔
مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ [کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ نے مثال کیسے دی ہے] ''سچے وعدے (پاکیزہ بات) کی مثال ایک پاکیزہ درخت جیسی ہے، جس کی جڑ مضبوط ہو'' (حوالہ ابراہیم۔۲۴)۔ طَيِّبَةً ، طَيِّبَةٍ صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، شَجَرَةٍ بھی واحد مؤنث ہے اور ضمیر ''هَا'' بھی مؤنث واحد کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ سورۃ لقمان کی آیت ۲۷ میں ہے ''مَا نَفِدَتْ كَلِمَتُ اللهِ'' اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں میں بھی نَفِدَتْ واحد مؤنث غائب ہے۔

قرآنِ مجید کے كَلِمَةٍ کے بتائے ہوئے معنی اور مفہوم سے واضح ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب، نام، اعزاز وغیرہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مذکر کو زنانہ، مؤنث خطاب نہیں دیتے۔ یہ مشرکین ہیں جو اپنے من گھڑت الٰہ کیلئے بھی مؤنث نام تجویز کرتے ہیں۔ سیدہ مریم کو ایک بیٹے مسیح ابن مریم کی خوشخبری دی گئی۔ سیدہ مریم صدیقہ کو اس کام کیلئے منتخب کیا گیا تھا کہ بغیر باپ کے ایک بیٹے کو تنہا وجود دیں گی۔ انسانی معاشرے میں ایسے بچوں کو بعض لوگ عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے جن کے والد کا معلوم نہ ہو۔ سلام ہو سیدہ مریم پر کہ اللہ رب العزت نے انہیں ابن مریم کی پیدائش سے قبل ان کی خوشخبری بِكَلِمَةٍ اپنے اس وعدے، قول، یقین دہانی کے ساتھ دی تھی کہ وَجِيهًا فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْأَخِرَةِ ''وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا''۔

سبحان اللہ! اللہ رب العزت اپنے کسی مقصد، اظہار قدرت کیلئے ایک صدیقہ، معصوم، عفت وحیا کی پیکر خاتون کو ذریعہ بنانے لگا ہے جسے یہ گمان پیدا ہوسکتا تھا کہ معاشرے میں نہ صرف اس کی اپنی عصمت وعفت مشکوک ہوسکتی ہے بلکہ پیدا ہونے والے بیٹے کے متعلق یہ غم بھی اسے لاحق ہوسکتا تھا کہ معاشرہ اسے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ اللہ رب العزت نے سیدہ مریم کو بیٹے کے متعلق اس کی عزت وتوقیر کی یقین دہانی کرادی اور بتادیا کہ ان کی عصمت وعفت کا گواہ اس کا اپنا بیٹا ہوگا

يُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا ''وہ لوگوں سے گود میں کلام کرے گا اور پختہ عمر میں بھی'' (حوالہ آل عمران۔۴۶)۔

لیکن عورت پیکر حیا ہے۔ اللہ رب العزت نے دنیا کی عورتوں میں سے سیدہ مریم کو منتخب (نمائندہ) کیا تھا۔ سیدہ مریم نے ثابت کیا کہ عورت سرتاپا، ظاہر اور باطن عفت ہے حیا ہے۔ کائنات کے مالک اور خالق کے ارادے اور مقصد کی تعمیل کا وقت قریب آیا تو پیکر عفت وحیا کی نمائندہ، عظیم المرتبت خاتون نے، اللہ تعالیٰ کے قول اور وعدے کے باوجود، دلوں میں چھید کر دینے والی یہ فریاد کی تھی۔ سنیں ان کی پکار:

فَأَجَآءَهَا ٱلْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ قَالَتْ يَـٰلَيْتَنِى مِتُّ قَبْلَ هَـٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾

اور دردِ زہ اسے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ اُس وقت (غم سے) وہ پکاری

''اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور میرا نام ونشان بھی مٹ چکا ہوتا'' (سورۃ مریم۔۲۳)

دردِ زہ کی وجہ سے بچے کی پیدائش کا عمل یقینی ہوجانے پر کرب ناک غم کا اظہار کرنے والے ایسے الفاظ دنیا میں کسی بھی انسان نے ایک ماں بننے والی خاتون کی زبان سے نہیں سنیں ہوں گے۔ یہ تو ممکن ہے کہ نسبتاً کم عمر خاتون نے درد کی شدت سے وضع حمل کے وقت درد پر موت کو ترجیح دینے کی بات کی ہو لیکن ماں بننے والی کسی عورت نے اپنا نام ونشان مٹا ہونے کی خواہش کبھی نہیں کی۔ ایسی بات کسی نے کبھی ایسی لڑکی کے منہ سے بھی نہیں سنی ہوگی جس نے والدین، معاشرے، قانون اور مذہب سے بغاوت اور سرکشی کر کے اپنی مرضی سے شادی کی ہو۔ ہاں اس طرح کے الفاظ ذلت ورسوائی کے خوف کی وجہ سے ایسی لڑکی کے منہ سے نکل سکتے ہیں جو گناہ کی مرتکب ہوئی ہو یا کسی ایسی عورت کے منہ سے جس نے بچہ تو جائز جنا ہو لیکن بچے کے جائز ہونے کا کوئی قابل قبول ثبوت لوگوں کو پیش کرنے سے عاجز ہونے کی بنا پر ذلت ورسوائی اور جھوٹی قرار دیئے جانے کا اسے غم ہو۔ سیدہ مریم بھی ایسی صورتحال سے دوچار تھیں کہ اللہ کے حکم سے بن باپ بیٹے کو جنم دینے والی تھیں لیکن اپنی سچائی ثابت کرنے کیلئے ان کے خیال میں لوگوں کو مطمئن کر دینے والی کوئی دلیل، نشانی اور شہادت ان کے پاس نہ تھی اور انہیں اس بات کا کچھ زیادہ احساس اس بنا پر بھی تھا کہ پہلے ملائکہ اور پھر ان کے سامنے بشر کے روپ میں آنے والے پیامبر سے بیٹے کی اطلاع پانے پر خود انہیں تعجب ہوا تھا کہ کسی بشر کے چھوئے بغیر ایک عورت کو بیٹا کیسے ہوسکتا تھا۔ ایسی

صورت میں عصمت وعفت کے بارے میں ان کی سچائی پر کیونکر دوسرے لوگ یقین کر لیں گے۔ قرآنِ مجید نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں اور ہم جانتے ہیں کہ صدیقہ کا بڑا غم یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی اس پر جھوٹا ہونے کا گمان یا شک کر بیٹھے۔

فَنَادَىٰهَا مِن تَحۡتِهَآ أَلَّا تَحۡزَنِي قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيّٗا ﴿٢٤﴾

''پھر اسے ایک جانب سے آواز آئی ''غم نہ کر۔ تیرے رب نے تیرے پائیں ایک چشمہ رواں کیا ہے۔

وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا ﴿٢٥﴾

اور درخت کے تنے کو ہلائیں تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گریں گی۔(سورۃ مریم۔۲۳)

اللہ رب العزت کی ایک عادت کا قرآنِ مجید سے پتہ چلتا ہے کہ جب اپنے کسی کام کیلئے کسی خاتون کو وہ منتخب فرماتا ہے تو اس کے اطمینان کیلئے اپنے راز بھی اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ یا رب! تو ہمیں معاف فرما کہ ہم نے تو عورت کی قدر و منزلت کو بھی نہیں سمجھا کہ ان میں سے جن کو تو منتخب فرماتا ہے انہیں امین سمجھتے ہوئے اپنے راز بھی بتا دیتا ہے۔ اللہ تعالٰی نے سیدہ مریم صدیقہ سے قبل زمانے میں ایک اور خاتون سے بھی ایک کام لیا تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں۔

وَأَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنۡ أَرۡضِعِيهِۖ

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کے دل میں ڈالا کہ'' اسے دودھ پلاتی رہیں

فَإِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَأَلۡقِيهِ فِي ٱلۡيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحۡزَنِيٓۖ

پھر جب آپ اس کی نسبت خطرہ محسوس کریں تو اسے (صندوق میں ڈال کر۔ طٰہٰ۔۳۹) دریا میں ڈال دیں''۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے ایسا کام کرنے کا نہیں کہا گیا تھا جو عقل و فہم کے تقاضوں سے بالاتر ہو۔ انہیں بچے کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر اس وقت دریا کی لہروں کے سپرد کرنے کا کہا گیا جب اس کی زندگی کیلئے خطرہ محسوس کریں۔ عقل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ یقینی بڑے خطرے سے بچنے کیلئے چھوٹا خطرہ مول لے لیا جائے۔ عقل و دانائی کی یہ باتیں اپنی جگہ لیکن ایک ماں کو یہ مشورہ دینا اتنا آسان بھی نہیں کہ اپنے بیٹے کو دریا کی لہروں کے سپرد کر دے۔ سبحان اللہ! ایک ماں کے اطمینانِ قلب کیلئے اللہ تعالٰی نے اتنا بڑا راز بھی اسے بتا دیا

إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيۡكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ٥

''اور ڈر نامت اور نہ غم کھانا ہم اسے تیرے پاس لوٹا لائیں گے اور اسے (اپنا) رسول بنائیں گے'' (القصص۔۷)

لیکن ماں تو پھر بھی ماں ہی ہوتی ہے۔ حکم کی تعمیل میں اپنے لختِ جگر کو دریا کی لہروں کے سپرد کر تو دیا

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَـٰرِغًا

''اور موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کا دل بیٹھ گیا''۔

إِن كَادَتْ لَتُبْدِى بِهِۦ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝

احتمال تھا کہ بیٹے کو بہادینے کو وہ ظاہر کردے اگر ہم نے اس کے دل کو (تمام باتیں بتا کر۔ طٰہٰ ۔۳۹) مضبوط نہ کیا ہوتا۔

یہ اس لئے کہ وہ اللہ پر اعتماد کرنے والوں میں ہو جائے'' (القصص ۔۱۰)

اس عظیم المرتبت خاتون کے دل پر جو بیتی اسے قرآنِ مجید نے اپنے اوراق میں ہمیشہ کیلئے محفوظ کر کے ماں کی ممتا کی گہرائیوں اور وسعتوں کو لوگوں کے سمجھنے اور احساس کرنے کیلئے آسان بنا دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہمارا اسلام ہو (اور یا رب! میری ماں کو تو بخش دے)

اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ان کی ماں سیدہ مریم کو ایک قول دیا تھا، ایک وعدہ کیا تھا۔ ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ

''بیشک مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول تھے اور اللہ کی جانب سے ایک وعدہ، قول جو (سیدہ) مریم (صدیقہ) کو دیا گیا تھا۔

اور اللہ کی جانب سے پھونکی ہوئی ایک روح تھے'' (حوالہ النساء ۔۱۷۱)

كَلِمَتُ واحد مئونث غائب ہے اور اس میں مذکر ضمیر ''ہ'' اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ معنی ''اللہ کی بات، وعدہ، قول''۔

أَلْقَىٰهَآ ۔ ''أَلْقَىٰ'' ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب + ''هَآ'' ضمیر واحد مئونث غائب كَلِمَتُ کیلئے ہے جس کا عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ مذکر ہیں۔

''أَلْقَىٰ'' کا مادہ ''ل ق ی'' ہے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح ڈال دینا ہیں کہ وہ دوسرے کے سامنے آجائے (راغب)۔ آمنے سامنے ہونا۔ کسی کو خط، تحریر، پیغام، وعدہ، قول پہنچانا، دینا، ڈلیور (deliver) کرنا جس کا مفہوم، نتیجہ یہی ہے کہ وہ چیز دوسرے کے سامنے ہوتی ہے۔ ٱذْهَب بِّكِتَـٰبِى هَـٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ سلیمان علیہ السلام نے کہا ''میرا یہ خط تحریر لے جاؤ اور اسے ان کے سامنے ڈال دے'' (حوالہ النمل ۔۲۸)۔ اور یہ كَلِمَتُ، وعدہ، قول کس کے سامنے رکھا گیا تھا، کس کو ڈلیور (deliver) کیا گیا تھا؟

إِلَىٰ مَرْيَمَ مریم کی جانب۔ اللہ رب العزت نے جس وعدے، زبان، قول (''بِكَلِمَةٍ'') کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خبر سیدہ مریم صدیقہ کو دی تھی اسے سیدہ مریم صدیقہ کو مکمل سچ کر کے دکھا دیا گیا تھا کہ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ''اور اللہ ہی کی بات ہے جو اونچا (تکمیل پاتی اور غالب) ہوا کرتی ہے'' (حوالہ التوبہ ۔۴۰)۔

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا وَرُوحٌ مِّنْهُ ''اور اللہ کی جانب سے پھونکی ہوئی ایک روح تھے''۔

وَٱلَّتِىٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلۡنَـٰهَا وَٱبۡنَهَآ ءَايَةً لِّلۡعَـٰلَمِينَ ﴿٩١﴾

''اور وہ عورت (سیدہ مریم) جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم نے اپنی روح میں سے اس عورت میں پھونک دیا (عیسیٰ ابن مریم کو) اور انہیں اور ان کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنادیا''

وَمَرۡيَمَ ٱبۡنَتَ عِمۡرَٲنَ ٱلَّتِىٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا فَنَفَخۡنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا

''اور مریم (صدیقہ)، عمران کی بیٹی، جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی،

اس لئے ہم نے اس (کے بیٹے میں) اپنی روح میں سے پھونک دیا'' (حوالہ التحریم۔۱۲)

''فَنَفَخۡنَا فِيهَا'' اور ''فَنَفَخۡنَا فِيهِ'' میں ضمیر ''ھا'' واحد مؤنث، سیدہ مریم کیلئے ہے جن کے جسد مبارک میں وَرُوحٌ مِّنْهُ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو پھونکا گیا تھا۔ اور ضمیر ''ہ'' واحد مذکر عیسیٰ علیہ السلام (امر مقضیا) کیلئے ہے جس کو وجود دینے کیلئے روح کو پھونکا گیا انسانی ادراک کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کا ابھی کہیں وجود بھی نہیں تھا کہ ملائکہ نے سیدہ مریم کو بتایا تھا کہ انہیں عورتوں میں سے چن لیا گیا ہے اور انہیں مسیح ابن مریم کی خوشخبری راطلاع دی تھی۔ اور ان کے استفسار، تعجب پر اس تعجب خیز تخلیق کے متعلق بتایا تھا

إِذَا قَضَىٰٓ أَمۡرً۬ا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ ۥ كُن فَيَكُونُ

''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''وجود پذیر ہوجا، اور وہ ہوجاتا ہے'' (حوالہ آل عمران۔۴۷)

اور پھر بعد میں شریف النفس مرد کے طور پر دکھائی دینے والے پیامبر نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دیتے ہوئے بتایا تھا

وَكَانَ أَمۡرً۬ا مَّقۡضِيًّ۬ا

''اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ (امر) ہے'' (حوالہ مریم۔۲۱)

کائنات میں ہر شئے کا وجود ایک ارادے کی موجودگی پر مطلع کرتا ہے۔ ارادہ ہستی کا ہوتا ہے۔ اس طرح کائنات کی ہر شئے ایک ہستی کے وجود کی شہادت دیتی ہے۔ منشاء اور ارادہ تخلیق کا سبب ہے اور نتیجہ وجودِ شئے ہے۔ أَمۡرُ ارادے کے بعد کا مرحلہ ہے۔

إِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَىۡءٍ إِذَآ أَرَدۡنَـٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُ ۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ (النحل۔۴۰)

''ہمارا قول تو کسی شئے کیلئے جب ہم اس کا ارادہ کرلیتے ہیں صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کیلئے کہہ دیتے ہیں ''ہوجا'' اور وہ ہوجاتا ہے''

إِنَّمَآ أَمۡرُهُ ۥۤ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُ ۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾

''جب وہ کسی شئے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کیلئے کہتا ہے ''ہوجا'' اور وہ ہوجاتا ہے'' (یٰس۔۸۲)

إِذَا ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کیلئے بھی آتا ہے۔ یہ شرط کے مفہوم میں آتا ہے۔ جب ارادہ بنتا ہے تو شئے کو وجود پذیر ہونے کیلئے کہہ، حکم دیا جاتا ہے اور شئے وجود پذیر ہو جاتی ہے۔ حکم وہ ہوتا ہے جس کی تعمیل ہو

وَ كَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ مَفْعُولًا ٥ ''اور (یاد رکھو) اللہ کا حکم (امر) ہمیشہ نافذ ہو کر رہتا ہے'' (حوالہ النساء۔۴۷، الاحزاب۔۳۷)

حکم کام یا بات، معاملات، کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے ہوتا ہے۔ اور حکم معاملات میں فیصلے کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ اور فیصلہ کن حیثیت اختیار ہے۔ أَمْرُ میں یہ تمام معنی شامل ہیں بَل لِّلَّهِ ٱلْأَمْرُ جَمِيعًا ''مگر تمام کے تمام معاملے اللہ کے اختیار میں ہیں'' (حوالہ الرعد۔۳۱) قُلْ إِنَّ ٱلْأَمْرَ كُلَّهُۥ لِلَّهِ ''آپ (ﷺ) کہہ دیں ''معاملہ سب اللہ کے اختیار میں ہے'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۵۴) إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ٥ ''جب وہ کسی بات، تخلیق، معاملے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے 'وجود پذیر ہو جا' اور وہ ہو جاتا ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۱۷، آلِ عمران۔۴۷، مریم۔۳۵، غافر۔۶۸)۔ اور أَمْرُ تخلیق کے بعد کا مرحلہ بھی ہے۔ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ''سنو! تخلیق کرنا اور حکم دینا اسی کیلئے ہے'' (حوالہ الاعراف۔۵۴)۔

کائنات کی کوئی شئے، معاملہ تقدیر نہیں بدل سکتا وَٱللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰٓ أَمْرِهِۦ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٥ ''اور اللہ اپنے فیصلے، معاملے، حکم پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور سمجھتے)'' (حوالہ سورۃ یوسف۔۲۱)۔ اپنے أَمْرُ پر غالب ہونا ایک صلاحیت ہے، صفت ہے، قوت ہے اور یہ صلاحیت، صفت، قوت، غلبہ اشیاء اور معاملات کو پیمانوں میں کر دیتی ہے اس لئے وہ ہستی قَدِيرٌ، قَادِرٌ ہے۔ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ٥ ''یقیناً اللہ ہر شئے پر قادر ہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۰، ۱۰۹، ۱۴۸، آلِ عمران۔۱۶۵، النحل۔۷۷، النور۔۴۵، العنکبوت۔۲۰، فاطر۔۱)۔

قرآنِ مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام جیسا نہیں کہا بلکہ بتایا کہ ان دونوں کی تخلیق میں مماثلت کا پہلو ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ٥٩

''بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے

اسے اس نے مٹی سے (بشر) بنایا بعد ازاں اسے کہا ''وجود پذیر ہو جا'' اور وہ ہو گیا'' (آلِ عمران۔۵۹)

اور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق سیدہ مریم کو واضح کیا گیا تھا إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ٥

''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے'' وجود پذیر ہو جا، اور وہ ہو جاتا ہے '' (حوالہ آلِ عمران ۔۴۷)۔ اور انہیں مسیح ابن مریم کے متعلق بتا دیا گیا وَ كَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا '' اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ (امر) ہے '' (حوالہ مریم ۔۲۱)۔

آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق میں فرق یہ ہے کہ ایک کو پہلے مٹی سے بشر بنایا گیا، ایک شئے وجود پذیر ہو گئی، ارادہ جزوی طور پر عیاں ہو گیا تو بعد ازاں (ثُمَّ) کہا گیا کن فیکون ۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ وہ پہلے سے طے شدہ امر تھا اور جب اس امر کا وقت آیا تو انہیں وجود پذیر ہونے کیلئے کہہ دیا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام بنی آدم نہیں۔ آدم کی نسل نہیں۔ وہ صرف ابن مریم اور اللہ تعالیٰ کے بندے، نبی اور رسول تھے۔ آدم علیہ السلام نفس واحدہ سبب بنے ایک نئے وجود کا۔ نتیجہ وجود عورت اور وجودِ عیسیٰ علیہ السلام نتیجہ نفس واحدہ سیدہ مریم صدیقہ کا۔ سبحان اللہ! مرد و زن میں سے کوئی یہ گمان نہ کر سکے کہ دوسرے کا وجود اس کا مرہون منت ہے۔ آدم علیہ السلام جسمانی اور ذہنی و فکری بلوغت کے ساتھ وجود پذیر کیئے گئے۔ سیدہ مریم صدیقہ نے جسمانی طور پر تو ایک طفل کو جنم دیا لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اوپر بیان کردہ گود میں ماں کی قوم کے اکابرین سے خطاب ان کی ذہنی اور فکری بلوغت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ذَٰلِكَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ ٱلْحَقِّ ٱلَّذِى فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٣٤﴾

''یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ ثابت ہو چکا وہ قول، وعدہ (وہ حقیقتِ عیاں) جس میں لوگ شک و تردد کرتے ہیں۔

مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ ۚ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾

اللہ کیلئے مناسب نہیں کہ کسی کو بھی بیٹا بنائے، وہ (ان چیزوں سے بلند) پاک ہے۔

جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کیلئے صرف اتنا کہہ دیتا ہے ''ہو جا'' اور وہ ہو جاتا ہے۔ (مریم ۔۳۴۔۳۵)

وَإِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ (مریم ۔۳۶)

(یہ ہیں عیسیٰ ابنِ مریم جنہوں نے کہا تھا) ''اور بیشک اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی سو اسی کی بندگی کرو یہی سیدھا راستہ ہے''

مادے **(Matter)** اور حیات کی تخلیق میں فرق کیا ہے؟

بَدِيعُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ

''وہ آسمانوں اور زمین کا عدم سے تخلیق کرنے والا ہے

وَإِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ٥

''جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف اتنا کہہ دیتا ہے '' وجود پذیر ہو جا، اور وہ ہو جاتا ہے '' (البقرۃ ۔۱۱۷)

بَدِيعُ کا مادہ ''ب د ع'' ہے۔ وہ کام جو پہلے پہل ہوا ہو اور اس سے پہلے اسکی مثال موجود نہ ہو (ابن فارس)۔ وہ نئی رسی جسے پہلی بار نئے

ریشے سے بٹا گیا ہو۔نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ جن الفاظ میں باء کے ساتھ دال آئے ان میں ایجاد اور ظہور کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔راغب نے کہا ہے کہ اس کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی کی تقلید کے ازخود پیدا کرنا ہیں۔اور جب اللہ تعالیٰ کیلئے بولا جائے تو اس کے معنی کسی چیز کو بغیر کسی آلہ بغیر مادہ اور بغیر زمان ومکان کے ایجاد کرنا ہوتے ہیں **(Originator)**۔

آدم علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ انہیں مٹی سے تخلیق کیا گیا تھا، مٹی سے بشر بنا تھا اور **فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ** ''پھر جب میں اس بشر کو سنوار لوں''۔اور نسل انسانی کی تخلیق کے متعلق بتایا

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٣٨﴾

''بعدازاں اسے مانند عَلَقَةً بنایا، پھر اللہ نے اسے خلق کیا، پھر سنوارا'' (القیامۃ۔۳۸)

ٱلَّذِى خَلَقَ فَسَوَّىٰ ﴿٢﴾

''جس نے تخلیق کیا اور سنوارا'' (سورۃ الاعلیٰ۔۲)

ثُمَّ أَنشَأْنَٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَ

(اور تخلیق کے مختلف مدارج رمراحل میں سے گزار کر) ''بعدازاں اسے ایک دوسری بناوٹ میں اٹھا کھڑا کیا''

فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَٰلِقِينَ ○

اس لئے اللہ کو ثبات ہے، بہترین تخلیق کرنے والا!'' (حوالہ المومنون۔۱۴)

اول انسان اور نسل انسانی کے تخلیقی مادہ، شئے میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ حیات کی تخلیق کیلئے مٹی (سڑاند)، حرارت اور نمی تین بنیادی مادی عناصر ہیں۔اللہ تعالیٰ نے طین سے بشر بنایا پھر اس بشر کو سنوارا۔ اور سنوارے جانے کے بعد بھی وہ بشر محض (اَلْمَيِّتِ، مَيْتًا) مادہ تھا۔ لیکن حیات اس وقت جنم لیتی ہے، آدم وجود میں اس وقت آتا ہے جب اَلْحَىُّ اَلْقَيُّومُ ہمیشہ سے زندہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والا حیات عطا کرے۔ اور حیات کیسے عطا ہوتی ہے؟

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٢٩﴾ (الحجر۔۲۹)

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِى فَقَعُوا۟ لَهُۥ سَٰجِدِينَ ﴿٧٢﴾ (سورۃ ص۔۷۲)

''تو جب میں اس کو سنوار لوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو تم اس (آدم) کے لئے سجدہ بجالانا''

وَبَدَأَ خَلْقَ ٱلْإِنسَـٰنِ مِن طِينٍ

''اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی''

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُۥ مِن سُلَـٰلَةٍ مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾

''بعدازاں اس کی نسل کو کمزور اور حقیر پانی میں سے (نرمی اور خفیہ طور پر نکالے ہوئے) جوہر (نطفہ) سے بنایا

ثُمَّ سَوَّىٰهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِۦ

پھر بعدازاں اس کو سنوارا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی'' (حوالہ السجدہ۔۷۔۹)

آدم علیہ السلام اوران کی نسل کی حیات غیرِ شئے سے تخلیق نہیں ہوتی لیکن یہ وجود جبھی لیتی ہے جب اس شئے میں کچھ ''پھونکا'' جاتا ہے۔

لیکن عیسیٰ علیہ السلام اولادِ آدم نہیں، بنی آدم نہیں، نسل آدم نہیں، بلکہ عدم سے براہ راست تخلیق ہیں اس لئے وَرُوحٌ مِّنْهُ ہیں

وَٱلَّتِىٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَـٰهَا وَٱبْنَهَآ ءَايَةً لِّلْعَـٰلَمِينَ ﴿٩١﴾

''اور وہ عورت (سیدہ مریم) جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی۔ اس لئے ہم نے اپنی روح میں سے اس عورت میں پھونک دیا

(عیسیٰ ابن مریم کو) اور انہیں اور ان کے بیٹے کو جہاں والوں کیلئے ایک نشانی بنا دیا''

وَمَرْيَمَ ٱبْنَتَ عِمْرَٰنَ ٱلَّتِىٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا

''اور مریم (صدیقہ)، عمران کی بیٹی، جس نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کی،

اس لئے ہم نے اس (کے بیٹے میں) اپنی روح میں سے پھونک دیا'' (حوالہ التحریم۔۱۲)

قرآنِ مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق دو مرتبہ ''روح میں سے پھونکنے'' کا بتایا گیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق بھی دو مرتبہ ''روح میں سے پھونکنے'' کا ذکر فرمایا۔ سبحان اللہ! قرآنِ مجید بیانِ حقیقت ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مثل آدم ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام بھی طین (مٹی) سے پرندوں کی شکل کا ڈھانچہ تخلیق کرتے تھے فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ''پھر میں اس میں پھونکتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مٹی کے پتلے پرندے بن جاتے ہیں'' (حوالہ آل عمران۔۴۹ اور المائدہ۔۱۱۰)۔

اور بعدازموت روزِ قیامت بھی حیات اس وقت اٹھ کھڑی ہوگی جب کچھ پھونکا جائے گا۔

وَنُفِخَ فِى ٱلصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ ٱلْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾

''اور صور (دوسری بار) پھونک دیا جائے گا تو پھر وہ قبروں میں سے اٹھ کر اپنے رب کی طرف تیز تیز چل پڑیں گے'' (یٰس۔۵۱)

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ○

''بعدازاں صور میں دوسری/آخری پھونک ماردی جائے گی تو وہ اٹھ کھڑے منتظر ہوں گے'' (الزمر۔۶۸)

يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾

''جس دن (دوسرا) صور پھونکا جائے گا اور تم گروہ گروہ بن کر چلے آؤ گے'' (النباء۔۱۷۔۱۸)

اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تخیل، تصور، ظن، گمان سے تراشی تمام کہانیوں کی دوٹوک انداز میں نفی کرتے ہوئے بتایا ہوا ہے

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ

''اور محمد (ﷺ) ایک رسول (کریم) ہیں ان سے قبل (زمان ومکان میں بہت سے) رسول گزر چکے ہیں'' (حوالہ آل عمران۔۱۴۴)

یہی بات صرف عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے یوں بتائی گئی ہے

مَّا ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ (حوالہ المائدہ۔۷۵)

''مسیح ابن مریم صرف ان ہی کی طرح ایک رسول تھے جیسے ان سے قبل (زمان ومکان میں بہت سے) رسول گزر چکے تھے''